تقریر

تقریر بابت تفہیم القرآن
وقت 5-7 منٹ

آئیں! ہم اپنے آپ کو قرآن میں تلاش کریں

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ کِتٰبًا فِیۡہِ ذِکۡرُکُمۡ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (الانبیاء:11)

کہ ہم نے تمہاری طرف وہ کتاب اُتاری ہے جس میں تمہارا ذکر موجود ہے پس کیا تم عقل نہیں کرتے۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

معزز سامعین! آج مجھے ایک بہت ہی اہم موضوع کی طرف حاضرین کو توجہ دلانی ہے اور مَیں نے اپنی گزارشات کو عنوان دیا ہے۔ آئیں! ہم اپنے آپ کو قرآن میں تلاش کریں۔

ہم جب سورۃ الانبیاء کی آیت 11 کو مختلف تفاسیر کی رو سے دیکھتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اس سورت میں مختلف انبیاء اور ان کے مخالفین کا ذکر ہے اور قوموں کو متنبہ کیا ہے کہ تم سے پہلے بھی بعض قومیں اپنے اپنے دَور کے انبیاء کو جھٹلا چکی ہیں اور ان کے انجام کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ کیا تم اپنا ذکر قرآن میں نہیں پاتے۔ جس آیت کی مَیں نے اپنی تقریر کے آغاز پر تلاوت کی ہے یعنی سورۃ الانبیاء آیت 11 کی۔ اُس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یقیناً ہم نے تمہاری طرف وہ کتاب اُتاری ہے جس میں تمہارا ذکر موجود ہے پس کیا تم عقل نہیں کرتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اس آیت کے تحت حاشیے (foot note) میں تحریر فرمایا ہے:

”کتاب اُتاری تو اُسے پڑھ کر دستور العمل کیوں نہیں بناتے۔ بدیوں سے کیوں نہیں بچتے۔“

(زیر آیت سورۃ الانبیاء آیت 11 صفحہ 674)

بعضوں نے لکھا ہے کہ ایسی کتاب اُتاری ہے جس پر عمل کرنے سے تم عزت اور شرف پاؤ گے۔ اس ناطے یہی معانی سامنے آتے ہیں کہ تمہارا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان کتاب میں کیا ہے۔ تم اپنے آپ کو قرآن میں تلاش کرو۔ تا تم اپنے ایمانوں میں پختگی اختیار کرو۔ ایک مسلمان ہر حکمِ الٰہی کو سامنے رکھ کر اپنے آپ کو مخاطب کرے کہ مَیں کس حد تک اِس حکم پر عمل پیرا ہوں تو اصلاحِ اور تربیت کے راستے آسان ہوتے چلے جائیں گے۔

اس آیت پر معمولی غور کرنے سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ میں عمر کے اعتبار سے ہر ناصر اور ہر لجنہ ممبر کا بحیثیت رکن تنظیم ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الاحقاف آیت 16 میں فرماتا ہے۔ ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی (ہے) کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔ اسے اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اپنے پیٹ میں اٹھائے رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اسے جنم دیا اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے کا زمانہ 30 مہینے ہے۔ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَبَلَغَ اَرۡبَعِیۡنَ سَنَۃً یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے اپنے رب سے کہا۔ رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰہُ وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ ۚؕ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَاِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ کہ اے میرے رب! مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اُس نعمت کا شکر ادا کر سکوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تو راضی ہو اور میرے لئے میری ذُرّیّت (اولاد) کی بھی اصلاح کر۔ یقیناً مَیں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ مَیں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

قرآن کریم میں اگر انسان کی کسی خاص عمر کا ذکر ہے تو وہ ’چالیس سال‘ ہی ہے۔ اس میں ایک طرف انسان کے چالیس سال کو پہنچنے کی اہمیت بیان فرمائی اور دوسری طرف اس سے استنباط کرتے ہوئے جماعت احمدیہ میں ذیلی تنظیموں کے حوالہ سے انصار اور لجنات کی ذمہ داریوں کا اندازہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ یہ عمر جہاں مادی و جسمانی پختگی کی ہے وہاں روحانی پختگی کی بھی ہے۔ تاریخ انبیاء کے مطابق انبیاء علیہم السلام کو بھی اس پختہ عمر کے بعد نبوّت کی عظیم الشان ذمہ داریوں سے سرفراز فرمایا جاتا رہا۔ اگر دنیوی لحاظ سے دیکھیں تو انسان کو کاروبار کرنے کی صورت میں کاروبار کے اونچ نیچ سے واقفیت چالیس سال کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے۔ ملازمت کرنے کی صورت میں قدم پھونک پھونک کر رکھنے کی سوچ چالیس سال کے بعد ہی پیدا ہوتی ہے اور دینی و مذہبی لحاظ سے اچھے اور بُرے میں فرق، نیکی اور بدی میں تمیز کرنا سیکھ لیتا ہے اور اپنی عاقبت سنوارنے کی فکر پیدا ہو چکی ہوتی ہے۔

سامعین! یہی عمر ایسی ہے جس میں اکثر لوگوں کے والدین حیات ہوتے ہیں اور اُن کی اپنی اولادیں بھی پیدا ہو چکی ہوتی ہیں۔ ان دونوں لحاظ سے ایک ناصر کے لئے باپ کی حیثیت سے اور لجنہ کی ممبر ہونے کی صورت میں ماں کی حیثیت سے اس دعا کا ورد بہت ضروری ہے کہ

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (الاحقاف:61) کہ اے میرے رب! مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اُس نعمت کا شکر ادا کر سکوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تُو راضی ہو اور میرے لئے میری ذُرّیّت (اولاد) کی بھی اصلاح کر۔ یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

ایک طرف ان نعمتوں کا ذکر کر کے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کی مکمل پیدائش کی صورت اُس پر نازل کیں اور والدین کی تکالیف کے برداشت سے جو افضال اور نعماء کا وہ وارث ٹھہرا تو ان کو مدنظر رکھ کر ایک طرف اپنے مالک حقیقی کا شکر ادا کرنا ہے اور دوسری طرف نیک، صالح اعمال بجالانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا بھی ہے اور اولاد کے تعلق میں ان کی اصلاح و تربیت کے اعلیٰ معیاروں کو پانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد بھی مانگنی ہے۔ اس ناطے بہت بڑی اور اہم ذمہ داریاں انسان کے کندھوں پر پڑ چکی ہوتی ہیں۔ جن کو بآسانی ادا کرنے کی وہ صلاحیت بھی رکھتا ہے اور دعا بھی کرتا ہے۔

اس ناطے ایک ناصر اور لجنہ کی ایک ممبر کا انفرادی لحاظ سے قرآن میں ذکر ہے اور اس عمر کو پہنچ کر جو کام آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کیا کرتے تھے۔ وہ اپنانے کی کوشش کریں اور حضرت عائشہؓ کا یہ قول مدنظر رہے۔ جس میں کسی کے دریافت کرنے پر آپؓ نے فرمایا تھا کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار، اطوار و اخلاق قرآن کریم کی تعلیمات کے عین مطابق تھے۔ ہمیں بھی اپنے آپ کو قرآن میں تلاش کرنا چاہئے اور قرآن نما بننے کی فکر اور کوشش کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الصف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اُس واقعہ کا ذکر کیا ہے جب اس نے اپنے حواریوں کو پکارا تھا اور انہوں نے جواب میں ” نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ “ کا نعرہ بلند کیا تھا۔

اسی طرح لازم تھا کہ آخرین کے دَور میں مسیح موعود کی پکار پر بھی اس پر ایمان لانے والے ہم ” نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ “ کا نعرہ بلند کر کے اپنی معیت، تائید اور اپنے اخلاص کا اظہار کرتے رہیں۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کی 135 سالہ تابناک تاریخ وفاداری کے ایسے روشن واقعات سے بھری پڑی ہے جو اللہ کے مددگار کا ہر وقت نعرہ لگانے کو تیار تھی، تیار ہے اور آئندہ بھی تیار رہے گی۔ گو جماعت میں ہر چھوٹا بڑا ” نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ “ کا نعرہ بلند کرتا ہے لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے ضروری جانا کہ اس نام سے اسم بامسمّٰی ایک تنظیم بھی قائم کر دی جائے۔ چنانچہ آپ نے 26 جولائی 1940ء کو خطبہ جمعہ میں مجلس انصار اللہ کی بنیاد ان الفاظ سے رکھی۔ آپؓ فرماتے ہیں:

”چالیس سال سے اوپر عمر والے جس قدر آدمی ہیں وہ انصار اللہ کے نام سے اپنی ایک انجمن بنائیں اور قادیان کے وہ تمام لوگ جو چالیس سال سے اوپر ہیں اس میں شریک ہوں۔ ان کے لئے بھی لازمی ہو گا کہ وہ روزانہ آدھ گھنٹہ خدمت دین کے لئے وقف کریں“

(سبیل الرشاد جلد اول صفحہ 17-18)

الحمد للہ! یہ انجمن آج دنیا کے کونے کونے میں اپنی جڑیں مضبوطی سے گاڑ چکی ہے اور اس کی تاریخ قربانی، وفا، اخلاص و فدائیت سے رقم ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس حوالہ سے فرماتے ہیں:

"آپ سب لوگ وہ چنیدہ افراد ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں انصار اللہ کے الفاظ میں کیا گیا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کے انصار بن جاؤ اللہ کے انصار بن جاؤ جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے اپنے حواریوں سے کہا تھا (کہ) کہ کون ہیں جو اللہ کی طرف راہنمائی کرنے میں میرے انصار ہوں؟ حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے انصار ہیں۔ پس اے مومنو! تم اللہ کے دین کے لئے مددگار بن جاؤ اگرچہ حضرت مسیح موعودؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آپ کی بیعت کرنے والے سب کے سب آپ کے انصار ہیں لیکن حضرت المصلح الموعودؓ نے جماعت کے ان افراد کا نام "انصار اللہ" رکھا جن کی عمر چالیس سال سے زائد ہے تاکہ ہمیشہ ان کے مدنظر یہ رہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت اور حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کی تکمیل کے لئے ہمیشہ صف اول میں رہنے کا عہد کئے رکھنا ہے۔ پس اس پہلو سے آپ پر بہت بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ وہ ذمہ داریاں اجمالاً انصار کے عہد میں بیان کر دی گئی ہیں جسے آپ اپنے ہر اجلاس میں دہراتے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرنی ہے۔ اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہنا ہے اور اپنی اولاد کو ہمیشہ خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہنا ہے اور ان کے دلوں میں خلیفہ وقت سے محبت پیدا کرنی ہے۔ یہ اتنا عظیم اور عظیم الشان نصب العین ہے کہ اس عہد پر پورا اُترنا اور اس کے تقاضوں کو نبھانا ایک عزم اور دیوانگی چاہتا ہے۔"

(سبیل الرشاد جلد 4 صفحہ 3)

سامعین! پھر فرمایا۔

"پس ہر ایک کو ہم میں سے اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگانے سے پہلے غور بھی کیا ہے کہ یہ کتنا گہرا اور وسیع نعرہ ہے؟ کیا کیا قربانیاں دینی پڑیں گی اس کے لئے اور قربانیاں ہیں کیا؟ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کوئی جنگ، توپ، گولہ نہیں ہے، کسی گولے کے آگے کھڑا ہونا نہیں ہے، کسی توپ کے منہ کے سامنے کھڑے ہونا نہیں ہے، تیروں کی بوچھاڑ کے آگے کھڑے ہونا نہیں ہے۔ صحابہ کرام، جو آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ تھے ان کی طرح گردنیں کٹوانا نہیں ہے۔ ہاں یہ قربانیاں بھی اللہ تعالیٰ کبھی کبھار اکّا دکّا لے لیتا ہے۔ نمونے قائم رکھنے کے لئے اس طرح کرتا ہے۔ لیکن قربانی جو اس زمانے میں کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اپنی عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں۔ اپنے معاشرہ کے حقوق ادا کرنے ہیں۔ اپنے مالوں کی قربانیاں دینی ہیں۔"

(سبیل الرشاد جلد 4 صفحہ 52)

پھر فرمایا:

"انصار اللہ کی عمر چالیس سال سے شروع ہوتی ہے۔ گویا انصار اللہ کی عمر میں انسان اپنی پختگی کی عمر کو پہنچ جاتا ہے اور سوچ میں گہرائی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب یہ صورت ہو تو اس عمر میں پھر آخرت کی فکر بھی ہونی چاہئے اور یہی ایک ایسے شخص کا، ایک ایسے مومن کا رویہ ہونا چاہئے جس کو اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو، یقین ہو اور تقویٰ میں ترقی کرنے کے لئے اس کی کوشش ہو تو پھر اس کی یہ سوچ ہونی چاہئے کیونکہ ایک احمدی نے اپنے عہد میں، عہدِ بیعت میں اس بات کا اقرار کیا ہوا ہے کہ اس نے تقویٰ میں ترقی کرنی ہے، تمام اعلیٰ اخلاق اپنانے ہیں، اس لئے اس کو عمومی طور پر اور اس پختہ عمر میں خاص طور پر یہ سوچ اپنے اندر بہت زیادہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ انصار اللہ ہیں۔ ایک ایسی عمر ہے جو نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ کا اعلان کرتے ہیں۔ ان کو تو ہر وقت یہ بات اپنے پیشِ نظر رکھنی چاہئے"

(سبیل الرشاد جلد 4 صفحہ 273)

سامعین! جہاں تک لجنہ کا تعلق ہے اس حوالہ سے حضرت مصلح موعودؓ بانی لجنہ اماء اللہ فرماتے ہیں:

"اس تحریک کے تین بڑے حصے ہیں۔ اول مردوں کی اصلاح، دوسرے عورتوں کی اصلاح اور تیسرے بچوں کی اصلاح۔ دنیا میں کوئی قوم کامیابی حاصل نہیں کر سکتی جب تک کوئی مقصد اس کے سامنے نہ ہو اور اس کے لئے مرد، عورت اور بچے سب مل کر کام نہ کریں۔ پس ہر جماعت کا فرض ہے کہ اپنے ہاں کے مردوں، عورتوں اور بچوں کی اصلاح کرے۔ عورتوں کی اصلاح کے لئے لجنہ کا قیام نہایت ضروری ہے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسے فرض کفایہ سمجھ لیا گیا ہے۔ چند عورتیں لجنہ میں شامل ہو جاتی ہیں اور باقی اپنے لئے اس میں شامل ہونا ضروری نہیں سمجھتیں۔ پس ضرورت ہے کہ ہر جگہ لجنہ اماء اللہ قائم ہو اور سب بالغ عورتیں اس میں شامل ہوں اور کوئی عورت بھی ایسی نہ رہے جو اس سے باہر ہو یہی ایک ذریعہ ہے جس سے عورتوں کی اصلاح ہو سکتی ہے۔"

(اوڑھنی والیوں کے لئے پھول جلد اول صفحہ 315)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ ممبرات کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف ایک جگہ یوں توجہ دلائی:

"ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ جماعتی نظام ایک مرکزی نظام ہے اور خدام، لجنہ اور انصار ذیلی تنظیمیں ہیں اور گو یا ذیلی تنظیمیں بھی براہ راست خلیفہ وقت کے ماتحت ہیں، ان سے ہدایات لیتی اور اپنے پروگرام بناتی ہیں لیکن جماعتی نظام بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور خلیفہ وقت کے قائم کردہ نظاموں میں سے سب سے بالا نظام ہے۔ ہر ذیلی تنظیم کا ممبر جماعت کا بھی ممبر ہے اور جماعت کا ممبر ہونے کی حیثیت سے وہ جماعت نظام کا پابند ہے ...... حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ذیلی تنظیمیں بنانے کا یہ مقصد تھا کہ جماعت کے ہر طبقے کو جماعت activities میں شامل کیا جائے تا کہ ترقی کی رفتار میں تیزی پیدا ہو۔ ہر ایک کا اپنا اپنا ایک لائحہ عمل ہو تا کہ ایک دوسرے کو دیکھ کر مسابقت کی روح پیدا ہو۔ گاڑی کی پٹڑی کی طرح، لائن کی طرح دونوں برابر چل رہے ہوں، کہیں ٹکراؤ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پس یہ بھی اللہ تعالیٰ کے انعاموں میں سے ایک انعام ہے۔ اس کی قدر کریں تا کہ اسلام اور احمدیت کی گاڑی اس پٹڑی پر منزلوں پر منزلیں طے کرتی چلی جائے اور ہم اسلام کا جھنڈا دنیا میں لہراتا ہوا دیکھیں ......میں سمجھتا ہوں کہ لجنہ کی تنظیم بھی نچلی سطح سے لے کر، اپنے شہر کی تنظیم سے لے کر مرکزی سطح تک تربیت میں اس کمی کی ذمہ دار ہے۔ بڑے بڑے مسائل یاد کرنے سے بہتر ہے پہلے اپنی تربیت کریں۔ جیسا کہ میں نے کہا جماعت میں نئے شامل ہونے والے اپنے اخلاص میں بڑھ رہے ہیں اور دنیا کے ہر ملک میں بڑھ رہے ہیں ان کو دیکھ کر جہاں خوشی ہوتی ہے کہ نئے آنے والے اخلاص میں بڑھ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نیکی اور اخلاص میں بڑھنے والے ملک ملک میں عطا کئے ہیں اور عطا فرما رہا ہے اور دل سے بے اختیار اللہ کی حمد اور شکر کے جذبات نکلتے ہیں، وہاں یہ فکر بھی ہوتی ہے۔ پُرانے احمدیوں کی قربانیوں کو کہیں ان کی اولادیں ضائع نہ کر دیں۔"

(اوڑھنی والیوں کے لئے پھول جلد سوم حصہ دوم صفحہ 138-142)

پس اس لحاظ سے ہم میں سے ہر ناصر اور ہر لجنہ کی ممبر کو بحیثیت انفرادی اور مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے بحیثیت تنظیم ممبر اس امر پر غور کرنا ہے کہ کیا ہم اپنے آپ کو قرآن میں پاتے ہیں؟ کیا ہم اللہ، اس کے رسول کے احکام کی اطاعت کرتے ہیں؟ کیا ہم پنجوقتہ نماز ادا کرتے ہیں؟ کیا ہم نوافل، نماز تہجد ادا کرتے ہیں؟ کیا ہم تلاوتِ قرآنِ کریم اور ترجمہ کے ساتھ اسے پڑھتے ہیں؟ کیا ہم رمضان کے روزے رکھتے ہیں؟ کیا ہم سچ بولتے ہیں؟ کیا ہم ان تمام اخلاق حسنہ سے آراستہ ہیں جن کی نشاندہی قرآن وحدیث میں کی گئی ہے اور صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ اخلاق کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے؟ کیا ہم اُن تمام اخلاقِ سیئہ سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں جن کو ترک کرنے کا ذکر قرآن میں موجود ہے؟

اگر ایسا ہے تو الحمد للہ ثم الحمد للہ ہم قرآنی تعلیم کے عین مطابق زندگی بسر کر رہے ہیں اور کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن کی تقلید میں ہم بھی اخلاقِ قرآن سے مزین ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"قرآن کریم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ پاک کتاب ہے اور ہر قسم کے ممکنہ عیب سے پاک ہے اور نہ صرف پاک ہے بلکہ ہر قسم کی حسین اور خوبصورت تعلیم اس میں پائی جاتی ہے جس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے اور اس میں وہ تمام خوبیاں شامل کر دی گئی ہیں جن کی پہلے صحیفوں میں کمی تھی اور اب یہی ایک تعلیم ہے جو ہر ایک قسم کی کمی سے پاک ہے۔ بلکہ اس تعلیم پر عمل کر کے ہر برائی سے بچا جا سکتا ہے۔ اور نہ صرف بچا جا سکتا ہے بلکہ اس کی تعلیم پر عمل کرنے اور اس تعلیم کو لاگو کرنے سے ہی اپنی اور دنیا کی اصلاح ممکن ہے۔ یعنی یہ تعلیم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری یہی اب دنیا کی اصلاح کی، دنیا میں نیکیاں رائج کرنے کی، دنیا میں امن قائم کرنے کی، دنیا میں عبادت گزار پیدا کرنے کی، دنیا میں ہر طبقے کے حقوق قائم کرنے کی ضمانت ہے۔"

(خطبہ جمعہ 4 مارچ 2005ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پیاری کتاب پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

✡✡✡✡